



مجمع البحوث الإسلامية القاهرة كأجتهدادی منبع: ایک تحقیقی مطالعہ

IJTIHAD METHODOLOGY OF ISLAMIC RESEARCH ACADEMY CAIRO: A RESEARCH STUDY

1. Dr Hafiz Muhammad Zubair

Assistant Professor, Department of Humanities,
COMSATS University Islamabad, Lahore
Campus, Lahore.

Email : mzubair@cuilahore.edu.pk

ORCID ID:

<https://orcid.org/0000-0003-1383-746X>

To cite this article:

Zubair, Hafiz Muhammad, Jabeen Bhutto, "IJTIHAD METHODOLOGY OF ISLAMIC RESEARCH ACADEMY CAIRO: A RESEARCH STUDY | The Scholar-Islamic Academic Research Journal." *The Scholar-Islamic Academic Research Journal* 5, No. 2 (December 16, 2019): 21–37

To link to this article: <https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar2>

Journal

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 2 || July -December 2019 || P.21-37

Publisher

Research Gateway Society

DOI:

10.29370/siarj/issue9ar2

URL:

<https://doi.org/10.29370/siarj/issue9ar2>

License:

Copyright c 2017 NC-SA 4.0

Journal homepage

www.siarj.com

Published online:

2019-12-16



مجمع البحوث الإسلامية القاهرة كاجتہادی منسج: ایک تحقیقی مطالعہ

IJTIHAD METHODOLOGY OF ISLAMIC RESEARCH ACADEMY CAIRO: A RESEARCH STUDY

Dr Hafiz Muhammad Zubair, Dr. Jabeen Bhutto

ABSTRACT:

There are two types of Ijtihād: individual and collective. When an individual Muslim Jurist perform Ijtihād it is called individual Ijtihād and when a Council of Islamic Jurists or qualified scholars undertake utmost effort to discover the Sharia ruling then it is called collective Ijtihād. A governmental and non-governmental organization of qualified scholars is an appropriate platform for collective Ijtihād. Such jurists' groups must be established in every Islamic country and society. In addition, there should be an international jurist's counseling organization, which represents the entire Muslim Ummah. The Islamic Research Academy Cairo, comprising well known Muslim scholars throughout the world, is the supreme body of Islamic research and issuing Fatwa in Egypt. It undertakes research and issue Fatwa on all subjects' related to Islamic doctrines, practices, and culture, expanding its knowledge to each level and in every environment. This research articles explores the history, governing body, internal structure, rules and regulations and methodology of issuing Fatwa of The Islamic Research Academy Cairo and the criticism on its approach to issue a Fatwa.

Keywords: Ijtihād, Collective Ijtihād, Collective Fatwā, Shūrā, Contemporary Islam

کلیدی الفاظ: اجتہاد، اجتماعی اجتہاد، اجتماعی فتوی، شوری، معاصر اسلام

اجتہاد کا لغوی معنی و مفہوم:

اجتہاد کا لفظ 'جہد' سے بنتا ہے اور امام خلیل الفراہیدی کے نزدیک اس سے مراد خوب کو شش کرنا ہے یا کسی مسئلے میں پوری طرح اپنی ذہنی و جسمانی طاقت کو کھپا دینا ہے۔¹ امام ابن درید الازدي کا کہنا ہے کہ 'جہد' اور 'جُہد' دونوں ہی فصح ہیں۔ اور دونوں کا معنی طاقت اور قوت ہے۔² امام ابو منصور ازہری نے بھی 'جہد' کا معنی طاقت کیا ہے۔³ امام ابن فارس کہتے ہیں کہ 'جَهْدٌ' کا اطلاق مشقت سے ملتے جلتے اور قریبی معانی پر ہوتا ہے۔⁴ امام بونصر اسامیل الجوہری کے مطابق 'جہد' اور 'جُہد' دونوں سے مراد طاقت ہے۔⁵ امام ابن سیدہ کا کہنا بھی یہی ہے کہ 'جہد' اور 'جُہد' دونوں سے مراد طاقت ہے۔⁶ جبکہ علامہ ابن آشیر الجزری فرماتے ہیں کہ 'جُہدٌ' سے مراد طاقت ہوتی ہے۔⁷ علامہ ابن منظور افریقی کا بھی کہنا ہے کہ 'جہد' اور 'جُہد' دونوں سے مراد طاقت ہی ہے۔⁸ علامہ محمد الدین فیروز آبادی (متوفی 816ھ) نے کہا ہے کہ 'جَهْدٌ' کا معنی طاقت ہے اور یہ ضمہ کے ساتھ 'جہد' بھی آتا ہے۔⁹ علامہ زیدی کا کہنا بھی یہی ہے کہ 'جہد' کا لفظ فتح اور بعض اوقات ضمہ کے ساتھ طاقت کے معنی میں مستعمل ہے۔¹⁰

اجتہاد کا اصطلاحی معنی و مفہوم:

علامہ بدر الدین زرکشی نے اجتہاد کی تعریف یوں بیان کی ہے:

¹ al-Farāhīdī, Abū Abd al-Rahmān al-Khalīl bin Aḥmad, *Kitāb al-Ain* (Beirut: Dār Ihyā’ al-Turāth al-Arabī, 2003), 160.

² Ibn Duraid, Abū Bakr Muhammed bin al-Ḥasan al-Azdī, *Jamharah al-Lughah* (Beirut: Dār Ihyā’ al-Turāth al-Arabī, 1987), 1/452.

³ Abū Maṣṭūr al-Azharī, Muḥammad bin Aḥmad, *Tahdhīb al-Lughah* (Beirut: Dār Ihyā’ al-Turāth al-Arabī, 2001), 6/26.

⁴ Ibn Fāris, Aḥmad bin Zakariyyā, *Mo‘ajam Maqāyīs al-Lughah* (Beirut: Dār al-Fikr, 1399 AH), 227.

⁵ Al-Jawharī, Abū Naṣr Ismā‘il bin Ḥammād, *Taj al-Lughah wa Shiḥāḥ al-Arabiyyah* (Beirut: Dār al-Ilm lil Malāyīn, 1979), 2/460-461.

⁶ Ibn e Sīdah, Abū al-Ḥasan Alī bin Ismā‘il, *al-Muḥkam wa al-Muḥīt al-Āzam* (Beirut: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 2000), 4/153.

⁷ Ibn al-Athīr Muḥammad bin Muḥammad bin Muḥammad al-Shaybānī al-Jazarī, *al-Nihāyah fī Ghārīb al-Hadīth wa al-Aثار* (Beirut: al-Maktabah al-Ilmiyyah, 1979), 1/848.

⁸ Ibn Manzūr al-Ifriqī, Muhammed bin Mukarram bin Alī bin Aḥmad, *Lisān al-Arab* (Beirut: Dār e Sādir, 1968), 3/133.

⁹ Majd al-Dīn Muhammed bin Ya‘qūb al-Firozabādī, *al-Qamūs al-Muhiṭ* (Beirut: Mo‘assasah al-Risālah, 2005), 275.

¹⁰ Al-Zabīdī, Muhammed bin Muhammad al-Murtadā al-Husaynī, *Tāj al-Arūs min Jawāhir al-Qāmūs* (Beirut: Dār al-Hidāyah, 1305 AH), 7/534.

"وفي الإصطلاح بذل الوسع في نيل حكم شرعي عملي بطريق الاستنباط."¹¹ يعني كُسْيَ عَلْمِ شَرْعِي حُكْمَ كُوْبَرِيْعَهُ اسْنَابَ مَعْلُومَ كَرْنَهُ كَيْ خَاطِرَ اجْتِهَادَهُ دَرْجَهُ كَيْ كُوشَشَ كَرْنَهُ اجْتِهَادَهُ هَهُ. امام شوکانی نے اجتہاد کی بعینہ اسی تعریف کو نقل کیا ہے۔¹² حافظ شاء اللہ زادہ ایسی تعریف کو اختیار کیا ہے لیکن اس میں 'مجتہد' کی قید کا اضافہ کیا ہے جبکہ عملی، کی قید کو ہٹا دیا ہے۔¹³ شیخ یوسف قرضاوی نے بھی امام شوکانی ہی کی تعریف کی تائید کی ہے۔¹⁴ شیخ عبد المنان نور پوری نے امام زرکشی کی اس تعریف کو بیان کرتے ہوئے اس میں 'ظن'، کی قید کا بھی اضافہ کیا ہے۔¹⁵ شیخ محمد بر ایم شقرۃ نے بھی امام شوکانی ہی کی تعریف کو بیان کیا ہے۔¹⁶ پس اہل علم کی جملہ تعریفات کا متفقہ نکتہ یہ ہے کہ 'اجتہاد'، کتاب و سنت کی روشنی میں کسی نئے پیش آمدہ مسئلہ میں شرعی حکم کی تلاش کا نام ہے۔ اجتہاد سے مراد ازاد نہ رائے قائم کرنا نہیں ہے بلکہ اجتہاد سے مراد یہ ہے کہ قرآن و سنت جو کہ اسلام کے اصل مصادر(sources) ہیں، ان پر غور کر کے قیاسی یا استنباطی طور پر شریعت کے نئے احکام معلوم کرنا۔¹⁷ ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

To exhaust your capacity to discover Shariah ruling about a new situation in the light of the Quran and Sunnah.¹⁸

'كتاب و سنت کی روشنی میں کسی نئے مسئلہ کے بارے میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لیے اپنی پوری قوت صرف کر دینا اجتہاد کہلاتا ہے۔'

اجتماعی اجتہاد اور اس کے ادارے:

اجتماعی اجتہاد کا عمل تو خلافت راشدہ میں ہی شروع ہو چکا تھا لیکن اس نے ایک باقاعدہ ادارے کی صورت بیسوں

¹¹ Al-Zarkashī, Muhammad bin Bahādur bin Abdullāh, *al-Bahr al-Muhiṭ fī Uṣūl al-Fiqh* (Beirut: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1421 AH) 6/197.

¹² Al-Shūkānī, Muhammād b. Alī, *Irshād al-Fuhūl Ilā Taḥqīq al-Haqq min Ilm al-Ūṣūl* (Beirut: Dār al-Kitāb al-Arabī, 1999), 2/205.

¹³ Ḥāfiẓ Thanā’ullah Zaidī, *Talkhīṣ al-Ūṣūl* (Ṣādiq Ābād: Markaz al-Imām al-Bukhārī le al-Turāth wa al-Taḥqīq), 61.

¹⁴ Al-Qardāwī, Sheikh Yūsuf, *al-Ijtihād fī al-Sharī‘ah al-Islāmiyyah* (Kuwait: Dār al-Qalam, 1996), 11.

¹⁵ Abd al-Mannān Nūrpurī, Sheikh, *Nukhbah al-Ūṣūl Talkhīṣ Irshād al-Fuhūl* (Gujrāwālah: Jām’ah Muḥammadiyyah), 68.

¹⁶ Ibrāhīm Shaqrah, Sheikh, *al-Ra’yy al-Sadīd fī al-Ijtihād wa al-Taqlīd* (Sharikah al-Asdiqā’ le al-Tabā’ah wa al-Tijārah), 3.

¹⁷ Wahīd al-Dīn Khān, Maulānā, *Masāil e Ijtihād* (Lahore: Dār al-Tadhkīr), 18.

¹⁸ Maḥmūd Aḥmad Ghāzī, Dr., *Muḥādrāt e Fiqh* (Lahore: al-Fayṣal Nāshrān, 2005), 331-332.

صدی ہجری میں ہی اختیار کی ہے۔ اسی وجہ سے اجتماعی اجتہاد کی جتنی بھی تعریفات ہمیں ملتی ہیں، وہ تقریباً بیسویں صدی ہجری کے آخری ربع میں ہی سامنے آئی۔ اس وقت اجتماعی اجتہاد کا عمل اگرچہ مختلف اداروں، جماعتوں، تنظیموں اور حکومتوں کی سرپرستی میں جاری ہے لیکن اس عمل کی تاحال کوئی ایسی جامع مانع تعریف بیان نہیں ہوئی کہ جس پر علماء کا اتفاق ہو۔ شاید اس میں کچھ وقت لگے کہ جب بھی کوئی نئی اصطلاح وضع ہوتی ہے تو اہل علم کے ہاں اس کی قبولیت عامہ میں کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ اجتماعی اجتہاد پر شائع کی جانے والی کتب، مقالہ جات، رسائل اور مضامین میں اجتماعی اجتہاد کی کئی ایک تعریفات بیان ہوئی ہیں۔ ان تعریفات میں بظہر اختلاف ہے لیکن یہ تنوع کا اختلاف ہے نہ کہ تضاد کا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اجتماعی اجتہاد کا عمل اس وقت اسلامی دنیا میں جاری ہے اور جب علماء اجتماعی اجتہاد کے اس جاری و ساری عمل کو الفاظ کا جام پہنانے کی کوشش کرتے ہیں تو تعریف میں ان کا لفظی اختلاف نمایاں ہو جاتا ہے۔

بہرحال ”ندوة الاجتہاد الجماعی فی العالم الإسلامي“ کے شرکاء نے ”جامعة العین“ متحده عرب امارات میں 1996ء میں منعقدہ ایک اجلاس میں اجتماعی اجتہاد کی تعریف درج ذیل الفاظ میں بیان کی ہے:

”تقرر الندوة أن الاجتہاد الجماعی: هو اتفاق أغلبية المجتهدين، في نطاق مجمع فقہی أو هيئة أو مؤسسة شرعية، ينظمها ولی الأمر في دولة إسلامية على حکم شرعی عملی، لم يرد به

نص قطعی الثبوت والدلالة، بعد بذل غایة الجهد فيما بينهم في البحث والتشاور.“¹⁹

”اجتماعی اجتہاد کی مجلس یہ طے کرتی ہے کہ اجتماعی اجتہاد سے مراد کسی ایسی فقہی اکیڈمی، انجمن یا شرکی ادارے کے تحت، جس کی دیکھ بھال اسلامی ریاست میں امیر المؤمنین کر رہے ہوں، علماء کی اکثریت کا باہمی مشاورت و مباحثہ میں غایت درجے کی کوشش کرتے ہوئے کسی ایسے مسئلے میں شرعی عملی حکم پر اتفاق کر لینا ہے کہ جس میں ”قطعی الثبوت“ اور ”قطعی الدلالۃ“ نص واردنہ ہوئی ہو۔“

مجمع الجمیع کے قیام کا تاریخی لپس منظر:

”جامعة الأزهر“ کی ابتدائے رمضان ۱۳۶۱ھ میں ہوئی اور کے رمضان ۱۴۳۲ھ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء میں اس کو ایک ہزار سال مکمل ہو گئے۔ ابتداء میں جامعہ الأزهر میں فتوی نویسی کا کام بالکل نہیں تھا۔ اس کی ابتداء ۱۸۸۵ء میں ہوئی۔ ڈاکٹر تاج الدین ازہری اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

”۷ جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۸۸۵ء سے ازہری فتاوی کو باقاعدہ لکھنے کا آغاز ہوا۔ اس وقت کے

¹⁹ Salih bin Abdullah bin Humaid, Dr., *Al-Ijtihād al-Jamā'ī wa Ahmiyyatuhū fī Nawāzil al-Asr* (Mecca: Al-Majm‘ al-Fiqh al-Islami), 14.

مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کا اجتماعی منسج: ایک تحقیقی مطالعہ

شیخ الازہر الشیخ حسونہ نوادی کے فتاویٰ کو باقاعدہ ضبط تحریر میں لایا گیا۔ کچھ ہی عرصے بعد ۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ مطابق ۳ جون ۱۸۹۹ء کو شیخ محمد عبدہ کا تقریب خیثت مفتی عمل میں آیا۔ اس وقت سے اب تک باقاعدہ مفتی مصر کا تقریر کیا جاتا ہے۔²⁰

پھر ایک ایسا دور بھی آیا جبکہ جامعہ الازہر میں فتویٰ جاری کرنے کے لیے علماء کی ایک جماعت یا کمیٹی تشکیل دی گئی اور اجتماعی فتویٰ کارجوان قائم ہوا۔ ”مجمع البحوث“ کے قیام سے پہلے تک کئی ایک اجتماعی ادارے بنائے گئے جو مختلف ناموں سے معروف ہوئے۔ ذیل میں ہم ان کا ایک مختصر تعارف نقل کر رہے ہیں۔

۱۹۱۱ء کے لگ بھگ جامعہ الازہر کے تحت یہ کبار العلماء کے نام سے علماء کی ایک مجلس تشکیل دی گئی، جس کا کام دینی مسائل میں عموم انسان کی رہنمائی کرنا تھا۔ ڈاکٹر تاج الدین ازہری اس مجلس کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

”۱۹۱۱ء میں الازہر میں یہ کبار العلماء کے نام سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے سربراہ الشیخ سلیمان بشری تھے اور تیس بڑے علماء اس کے رکن تھے۔ ان میں سے ہر ایک علوم اسلامیہ کے کسی نہ کسی شعبے میں مختص تھا۔ ان کا کام جہاں الازہر کے اندر اسلامی علوم کی تدریس تھا، وہیں دینی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی کرنا بھی تھا۔ اس کمیٹی کا رکن بننے کے لیے درج ذیل شرائط مقرر کی گئی تھیں: ۱۔ رکن کی عمر ۴۵ سال سے کم نہ ہو۔ ۲۔ وہ الازہر کے اندر دس سال تک علوم اسلامیہ کی تدریس سے وابستہ رہا اور اس نے مذکورہ عرصے میں کم از کم چار سال درج عالیہ کی تدریس میں گزارے ہوں۔ ۳۔ علوم اسلامیہ کے کسی نہ کسی فن میں اس کی کوئی تصنیف ہو، یا پھر اسکی علمی خدمات کے اعتراض میں اسے کسی ایوارڈ سے نوازا گیا ہو۔ ۴۔ وہ صاحب تقویٰ ہو اور بے داغ کردار کا مالک ہو۔“²¹

کچھ سوالوں کے بعد یہ کبار العلماء کے نظام کو ختم کر کے ایک نئی مجلس لجنتہ کبار العلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ جس میں مذاہب اربعہ سے متعلق علماء کو مناسب نمائندگی حاصل تھی۔ ڈاکٹر تاج الدین ازہری اس مجلس کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ کبار العلماء کا نظام تقریباً ملک صدی اسی طرح چلتا ہے۔ جب الشیخ مصطفیٰ الماغی کا دور آیا تو ۱۲ جمادی الاولی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۱۱ء کو یہ کبار العلماء کی جگہ لجنتہ کبار العلماء نے لے لی۔ یہ کمیٹی ایک چیز میں اور گیارہ اکان پر مشتمل تھی جن میں سے تین حنفی، تین مالکی، تین شافعی اور دو حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کمیٹی کا کام دینی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی کرنا اور دینی امور سے متعلق ان کے سوالوں کے جواب

²⁰ Muhammad Tahir Mansuri, Dr., *Ijtima'a Ijtihād: Taṣawwur, Irtiqa' awr Amlī ṣūratatīn* (Islamabad: International Islamic University, 2007), 319.

²¹ Ibid., 320.

مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کا اجتہادی منہج: ایک تحقیقی مطالعہ

و دینا تھا۔ اگر سوال کسی خاص مسلک کے حوالے سے پوچھا جاتا تو کمیٹی اس مسلک کے مطابق جواب دیتی، ورنہ کتاب و سنت، اجماع، قیاس صحیح اور سائل کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے محکم دلائل کے ساتھ جواب دے دیا جاتا، مثلاً یہ سوال کہ شادی کی حرمت کے لیے کتنی رضاعت شرط ہیں؟ فقہائے آربعہ کا اس میں اختلاف ہے۔ کسی نے ایک کہا ہے، کسی نے تین اور کسی نے پانچ اور وہ بھی یقین کے ساتھ اور دوسال کی عمر تک پہنچنے کے دوران۔ کمیٹی کا فتویٰ آخری قول پر ہے جو امام احمد اور امام شافعی کا ہے، کیونکہ اس میں لوگوں کے لیے آسانی ہے اور یہ دلیل کے اعتبار سے مضبوط بھی ہے۔²²

۱۹۳۶ء میں اس کمیٹی کا نام تبدیل کر کے جماعتیہ کبار العلماء کھدا یا گیا اور اس کے اراکین کے انتخاب میں سابقہ شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے مزید ایک شرط کا اضافہ کیا گیا اور وہ یہ تھی کہ اس کمیٹی کا رکن بننے والے علماء کے لیے یہ شرط ہے کہ انہوں نے دینی علوم کے فروع میں کوئی نمایاں کردار ادا کیا ہو اور مزید برآں انہوں نے کوئی ایسا علمی مقالہ پیش کیا ہو جس سے علمی بحث و تحقیق کے کچھ نئے پہلو اجاگر ہوتے ہوں۔

جامعہ آزہر سے متعلقہ مصری قانون نمبر ۱۰۳ کے تحت ”مجمع البحوث الاسلامیہ“ کا قیام ۱۹۶۱ء میں عمل میں لا یا گیا اور شیخ الازہر کو اس کا صدر مقرر کیا گیا۔ نصر محمد الکرنز لکھتے ہیں:

”مجمع کا قیام ۱۹۶۱ء میں بمرطابی قانون ۱۰۳ کے تحت عمل میں لا یا گیا جو جامعہ آزہر کی نشوونما سے متعلق ہے۔ اس کے صدر جامعہ کے شیخ ہوں گے۔ علاوہ ازیں اس کا ایک سیکریٹری جسل بھی ہو گا۔ یہ مجمع کئی ایک ذیلی کمیٹیوں پر مشتمل ہو گا مثلاً قرآن کمیٹی، فقہی مباحثت کی کمیٹی، اسلامی ورثے کے احیاء کی کمیٹی اور معاشرتی مسائل کی تحقیقی کمیٹی وغیرہ۔ فقہی مباحثت کی کمیٹی کا کام مختلف مذاہب کے مطابق قانون سازی [کی] سفارشات پیش [کرنے] ہے... اس کا پہلا اجلاس ۱۳۸۳ھ بمرطابی ۱۹۶۲ء میں ہوا۔“²³

مجمع کے اغراض و مقاصد:

۱۹۶۱ء کے قانون نمبر ۱۰۳ میں مجمع کے قیام کے بارے میں کئی ایک اغراض و مقاصد کو جاگر کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر تاج الدین آزہری ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

- اسلامی علوم کی مختلف فروع میں گہری بحث و تحقیق۔
- اسلامی ثقافت کے احیاء اور اس کے خلاف ہر قسم کے شبہات اور تقصبات کے خاتمے کے لیے مساعی۔

²² Ibid.

²³ Nasr Mahmud al-Karnaz, *Al-Ijtihād al-Jamā'ī wa Taṭbīqātuhu al-Muāṣarah* (Gaza: Al-Jāmi‘ah Al-Islāmiyyah 2008), 97.

مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کا اجتہادی منہج: ایک تحقیقی مطالعہ

- اسلام کی علمی و سعتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر طبقے اور ہر ماحول کے اعتبار سے اسلامی ثقافت کو پیش کرنا۔
- اسلام کے علمی و رشیٰ کی تحقیق اور نشر و اشاعت۔
- سماج اور اقتصادی مشکلات کے حل میں دینی رہنمائی۔
- حکمت اور اخلاق حسنے کے ذریعے اسلام کی تبلیغ و دعوت۔
- پوری دنیا میں اسلام سے متعلق چھپنے والے مواد میں درست و صائب باتوں کی تائید اور غلط بیانوں کی علمی تردید۔
- پوری دنیا کے ساتھ اُزہر کے علمی تبادلے کے لیے نظام کا خاکہ وضع کرنا۔
- جامعہ اُزہر میں درجہ عالیہ کو چلانے میں معاونت اور اس کی تحقیقی سرگرمیوں کی نگرانی۔
- اسلامی علوم میں بحث و تحقیق پر حکومت کی طرف سے دیے جانے والے انعامات کے لیے قواعد وضع کرنا۔“²⁴

مجمع کا قانونی ڈھانچہ:

مجمع کے کل پچاس ارکان ہوتے ہیں جن میں ۳۰ علماء و محققین تو مصری ہوتے ہیں جبکہ بقیہ ۲۰ کے بارے میں یہ اختیار موجود ہے کہ وہ مصری ہوں یا غیر مصری۔ شیخ اُزہر اس مجمع کے سربراہ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صالح بن عبد اللہ بن حمید لکھتے ہیں:

”مجمع پچاس ارکین علماء اور مذاہب اسلامیہ کے متخصصین پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان میں سے تقریباً بیس کے ترقیب علماء و متخصصین غیر مصری ہوتے ہیں جبکہ مجمع کے نصف ارکین ایسے ہوتے ہیں جو کل وقی ہوں۔ کسی رکن کی رکنیت کا تعین جمہوریہ مصر کے صدر کی تجویز سے ہوتا ہے اور شیخ اُزہر اس کے صدر ہوتے ہیں۔“²⁵

مجمع کی رکنیت کے لیے کئی ایک شرائط وضع کی گئی ہیں۔ قانون ۱۶۳ کے آرٹیکل ۷۱ کے تحت مجمع کے ایک رکن کے لیے درج ذیل شرائط وضع کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

”مجمع کے ایک رکن کے لیے یہ شرائط ہیں: ۱۔ اس کی عمر چالیس سال سے کم نہ ہو۔ ۲۔ ماضی اور حاضر میں اپنے تقوی اور ورع میں معروف ہو۔ ۳۔ اس نے جامعہ اُزہر یا تحقیقات اسلامیہ سے متعلق کسی کائن یا اعلیٰ اداروں سے کوئی اعلیٰ علمی سند حاصل کی ہو۔ ۴۔ اسلامی علوم میں اس کی کوئی گران قدر خدمات ہوں یا اس نے کافی یا

²⁴ *Ijtimā' ī Ijtihād: Taṣawwur, Irtiqa'* awr Amlī šūratain, 323-324.

²⁵ *Al-Ijtihād al-Jamā' ī wa Ahmiyyatuhū fī Nawāzil al-Asr*, 24-25.

مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کا اجتہادی منہج: ایک تحقیقی مطالعہ

درجہ عالیہ کے اداروں میں سے کسی ادارے میں کم از کم پانچ سال تک کے لیے اسلامی علوم کی تدریس کا فرائضہ سرانجام دیا ہو یا اس نے پانچ سال بطور قاضی یا مفتی یا قانون ساز کے کسی ادارے میں خدمات سرانجام دی ہوں۔²⁶

آرٹیکل ۱۸ کے تحت مجمع کے اراکین کی تقریب جمہوریہ مصر کے صدر کی منظوری سے ہوتی ہے اور اس کی تجویز شیخ الأزهر پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

”مجمع کے ارکان کی تقریب جمہوریہ مصر کے صدر کے فرمان سے ہوتی ہے اور صدر کے سامنے شیخ الأزهر کی تجویز متعلقہ مخصوص وزیر پیش کرتے ہیں اور اس بنا پر ابتداءً کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے۔ شیخ الأزهر اس کمیٹی کے سربراہ ہوتے ہیں۔“²⁷

یہہ کبار العلماء میں بھی کسی رکن کے انتخاب کا طریقہ کار تقریباً یہی ہے۔ مفتی اعظم کی نشاندہی پر سعودی عرب کے موجودہ شاہ اس کا تعین کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کمیٹی کی تشکیل کے بعد اگر اس کے کسی رکن کی رکنیت ساقط ہو جائے تو نیا رکن منتخب کرنے کے لیے صدر کی منظوری کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل آرٹیکل ۳ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سابقہ اسباب میں سے کسی سبب یا اس کے علاوہ کسی وجہ سے اگر مجمع کے کسی رکن کی رکنیت ساقط ہو جائے تو مجمع اس رکن کے جانشین کے طور پر رکنیت کے امیدواروں میں سے کسی کو منتخب کرے گی۔ کسی عالم دین کا رکنیت کا امیدوار ہونا اس وقت ثابت ہو گا جبکہ اس کے بارے میں مجمع کے دوارکان تزکیہ جاری کر دیں۔ مجمع کے جس اجلاس میں نئے امیدواروں کی رکنیت کی فیصلہ کیا جائے، وہ اجلاس مجمع کے دو تہائی اراکین سے کم نہ ہوں۔ اگر مجمع کے حاضر اراکین میں سے اکثر نے کسی امیدوار کی رکنیت کے حق میں رائے جاری کر دی تو اس امیدوار کا بطور رکن انتخاب درست ہو گا بشرطیکہ حা�می اراکین کی تعداد مجمع کے کل اراکین کی تعداد کے نصف سے کم نہ ہو۔ یہ رائے وہی خفیہ ہو گی اور اس کے بعد متعلقہ مخصوص وزیر کے پیش کرنے پر صدر جمہوریہ بھی اس امیدوار کی رکنیت پر اعتماد کا فرمان جاری کریں گے۔“²⁸

آرٹیکل ۱۹ کے تحت مجمع کے ارکان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پہلی قسم کے ارکان وہ ہیں جو کل وقت ہوں گے جبکہ کچھ ارکان جزو وقتی ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

²⁶ Shaban Muhammad Ismail, Dr., *Al-Ijtihād al-Jamā'ī wa Dawr al-Majāmi'*: *al-Fiqhīyyah fī Taṭbīqihī* (Beirut: Dār al-Bashā'r al-Islamiyyah), 138-139.

²⁷ Ibid., 139.

²⁸ Ibid.

”مجمع کے کم از کم نصف اراکین کل وقتی ہوں گے اور مجمع کا انتظامی قانون کل وقتی اور جزو وقتی اراکین کی ذمہ داریوں کی وضاحت کرے گا۔“²⁹

آرٹیکل ۲۶ میں اس بات کی وضاحت بھی موجود ہیں کہ مجمع بعض اہل علم و فن کو اپنی غالب اکثریت کے ساتھ مراسلاتی رکنیت بھی فراہم کر سکتی ہے:

”مؤتمراً مجمع، اپنے دواراکین کی تجویز پر عمومی اکثریت کے ساتھ جمہوریہ مصر اور اس کے علاوہ دوسرے ممالک کے بعض ایسے افراد کو مراسلاتی رکنیت فراہم کرے گی، جن کے بارے اس کا مگان ہو کہ وہ اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں اس کی امداد کر سکتے ہیں۔ ایسے افراد کی رکنیت پر متعلقہ مخصوص وزیر ایک قرارداد کے ذریعے اپنے اعتماد کا اظہار کریں گے۔“³⁰

آرٹیکل ۳۲ کے تحت یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ ان اراکین کی ان تنخواہوں اور وظائف کا بھی باقاعدہ ایک جدول تیار کیا جائے گا جو مجمع پوری کرے گا۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

”اس قانون کے انتظامی لامحہ عمل سے متعلق جدول میں کل وقتی اور جزو وقتی اراکین کی تنخواہیں مقرر کر دی جائیں گی جیسا کہ مجمع کے علاوہ دوسری مجلس علمیہ کے ان اراکین کے وظائف بھی باقاعدہ مقرر ہوں گے، جن سے مجمع ان کی مہارت و صلاحیت کی وجہ سے بعض اوقات مدد حاصل کرتی ہے۔“³¹

ایک دفعہ مجمع کا رکن مقرر ہونے کے بعد اس کی رکنیت ساقط بھی ہو سکتی ہے۔ ایک رکن کی رکنیت کے ختم ہونے کی چار صورتیں متعلقہ قانون میں بیان ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

”درج ذیل حالات میں مجمع کی رکنیت ساقط ہو جائے گی: ۱۔ اگر کسی رکن کی عدالت یا امانت کے خلاف کوئی بات ثابت ہو جائے۔ ۲۔ کسی رکن کی طرف سے کوئی ایسا کام سامنے آئے جو اس کی رکنیت کے منافی ہو مثلاً دین اسلام میں عیب جوئی یا ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار یا وہ کسی ایسے رستے پر چل پڑتا ہے، جس سے اس کے بھیثیت ایک عالم دین تعارف اور قدر میں کمی واقع ہوتی ہو۔ اس حالت میں رکنیت کے ختم ہونے کا سبب مجمع کی دو تہائی اراکین کی قرارداد ہو گی کہ جس پر متعلقہ مخصوص وزیر اپنے اعتماد کا اظہار کرے گا۔ ۳۔ اگر کوئی رکن کسی مرض یا بعض دوسرے احوال کی وجہ سے اپنے فرائض کی ادائیگی کے قابل نہ رہے۔ اس صورت میں بھی مجمع کے اکثر اراکین کی رائے اور موافقت کے بعد میں رکنیت ساقط ہو گی۔ ۴۔ جب کسی رکن کا استغفار قبول کر لیا جائے یا مجمع کسی رکن کو اپنے اجلاسات سے (بکثرت) غیر حاضری کی وجہ سے مستغفاری خیال کرے جیسا کہ

²⁹ Ibid.

³⁰ Al-Ijtihād al-Jamā‘ī wa Dawr al-Majāmi‘ al-Fiqhiyyah fī Taṭbīqihī, 140.

³¹ Ibid., 142.

اس قانون کے انتظامی لائجِ عمل میں اس کی تفصیل موجود ہے۔³²

آرٹیکل ۲۳ کے تحت جمیع کے لیے ایک سیکریٹریٹ جزل کے قیام کا بھی اعلان کی گیا تاکہ جمیع کے انتظامی معاملات کو بخوبی سرانجام دیا جاسکے۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

”جماع کا ایک سیکریٹریٹ جزل ہو گا جس کا سربراہ سیکریٹری جزل ہو گا۔ اسلامی ثقافت اور وادیں کے مدیر کو یہ منصب اس شرط کے ساتھ دیا جائے گا کہ اس میں جمیع کی رکنیت کی وہ شرائط پوری ہوں جو اس قانون کے آرٹیکل ۷ امیں بیان ہو چکی ہیں۔ سیکریٹری جزل کے تعین کی منظوری شیخ الازہر کی موافقت اور متعلقہ مخصوص وزیر کے پیش کرنے پر صدر جمہور یہ کریں گے۔ سیکریٹری جزل اپنی تعیناتی کی قرارداد کے تقاضے کے مطابق اس وقت تک جمیع کارکن ہو گا، جب تک کہ وہ اس ذمہ داری پر فائز رہے گا۔“³³

سیکریٹریٹ جزل کن لوگوں پر مشتمل ہو گا اس کے باہر میں قانون کا آرٹیکل ۲۵ ان الفاظ میں رہنمائی کرتا ہے:

”جماع کا سیکریٹریٹ جزل، سیکریٹری جزل، ایک یا ایک سے زائد اسٹٹٹس سیکریٹری اور جمیع کے انتظامی و فنی معاملات کو سنبھالنے کے لیے ضروری ملازمین پر مشتمل ہو گا۔ سیکریٹریٹ جزل کا کام اس قانون کے لائجِ عمل کے مطابق جمیع کی قراردادوں کی تفہید ہے۔“³⁴

جماع کے اجتہادی اداروں اور کمیٹیوں کے اجتہادی کاموں کی نوعیت اور جہات:

جماع کے ماتحت کئی ایک ادارے ہیں، جو مختلف میدانوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں چند ایک کا ہم ذمیل میں تذکرہ کر رہے ہیں:

الادارہ العامہ للجوث الاسلامیہ: اس ادارے کے تحت جامعہ آزہر کے فارغ التحصیل علماء کو مختلف اسلامی ممالک میں اسلامی و عربی ثقافت کی ترویج کے لیے مبعوث کیا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا کے تقریباً ۸۷ ممالک میں جامعہ آزہر کے علماء اپنی دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان علماء کے وظائف جاری کرنا، اسی ادارے کی ذمہ داری ہے۔

الادارہ العامہ للجوث والتالیف والترجمہ: یہ ادارہ مصر میں قرآن مجید کی طباعت کی نگرانی کرتا ہے تاکہ اس کی اشاعت خطاسے مبرأ ہو۔ اسی طرح اسلامی موضوعات سے متعلقہ عربی اور غیر عربی کتابیں، مقالات، کیسٹس اور افلام وغیرہ بھی اس ادارے کی سرپرستی میں شائع ہوتی ہیں۔ اس قسم کے ادارے وقت کی ایک اہم ضرورت ہیں۔ اور ہمارے خیال میں قرآن مجید کی طباعت میں اغلاط کی کثرت سے بچنے کے لیے جمیع اسلامی ممالک ماحر علماء کی سرپرستی میں اس طرح کے

³² Ibid., 141-142.

³³ Al-Ijtihād al-Jamā‘ī wa Dawr al-Majāmi‘ al-Fiqhiyyah fī Tatbīqihī, 140.

³⁴ Ibid.

ادارے قائم کرنے چاہئیں۔

ادارہ احیاء التراث الاسلامی: اس ادارے کے تحت منتخب کتابوں اور مقالات کی اشاعت کا کام ہوتا ہے۔ تقریباً گھر میں ایک کتاب شائع کی جاتی ہے۔ شیخ الازہر علامہ طنطاوی کی تفسیر الموسیط، اسی ادارے کے تحت شائع کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں امام سیوطی کی کتاب ”جمع الجماع“، اور حدیث کا ایک انسائیکلو پیڈیا بھی شائع کیا گیا ہے۔³⁵

جمع کے ذیلی اداروں کی طرح اس کی کئی ایک کمیٹیاں بھی ہیں جو مختلف میدانوں میں اپنی ذمہ داریاں اور فرائض سرانجام دیتی ہیں۔ جمع سے متعلقہ قانون کے آرٹیکل ۲۸ میں ان کمیٹیوں کی طرف اشارہ موجود ہے۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل اس آرٹیکل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جمع کے اراکین سے مختلف کمیٹیاں بنائی جائیں گی تاکہ جمع کے ان مقاصد کو پورا کیا جاسکے جو اس قانون اور اس کے لائجے عمل میں بیان ہوئے ہیں۔“³⁶

ذیل میں ہم ان میں سے چند ایک کمیٹیوں کا مختصر تعارف کروانے ہے:

قرآن کریم کی تحقیقی کمیٹی: یہ کمیٹی مختلف تفاسیر میں موجود اسرائیلی روایات کی تحقیق کا کام کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے پیش نظر متوسط جم کی ایک مستند تفسیر تیار کرنا بھی ہے۔

سنن نبوی کمیٹی: اس کمیٹی کے ذمے حدیث کا ایک جامع انسائیکلو پیڈیا تیار کرنا ہے۔

مسجد اقصیٰ کمیٹی: اس کمیٹی کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ یہ مسجد اقصیٰ کے بارے میں شائع شدہ مواد کو جمع کرے۔ یہودیوں کے جارحانہ عزائم کو بے نقاب کرے اور مسجد اقصیٰ کی آزادی کے لیے مسلمان امت میں تحریک پیدا کرے۔

اسلام کے تعارف کی کمیٹی: اس کمیٹی کا کام موجودہ دور میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں کا علمی سطح پر مقابلہ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغی و دعویٰ سرگرمیوں کی بھی منصوبہ بندی کرتی ہے۔

فقہی مباحث کی کمیٹی: اس کمیٹی کے تین بڑے کام ہیں: ۱۔ معاصر انشورنس کمپنیوں کے بارے میں شرعی نقطہ نظر

³⁵ Islamic Educational Scientific and Cultural Organization, Hay'at al-Azhar, Retrieved September 04, 2009, from http://www.isesco.org.ma/arabe/culture/cultural_diversity/azhar/p3.php

³⁶ Al-Ijtihād al-Jamā'ī wa Dawr al-Majāmi‘ al-Fiqhiyyah fī Taṭbīqihī, 141.

پیش کرنا۔ ۲۔ سیاست شرعیہ کے مطابق اسلامی قانون سازی کے لیے سفارشات پیش کرنا۔ ۳۔ مختلف قسم کے فقہی استفسارات کے جواب دینا۔

اسلامی شفاقت کی کمیٹی: اس کمیٹی کا کام اسلامی معاشرے میں موجود خراپیوں کی نشاندہی اور اس کا حل تجویز کرنا ہے۔ یہ کمیٹی عامۃ الناس اور مجمع الجوش الاسلامیہ کے مابین رابطہ کا کام بھی کرتی ہے۔

اسلامی عقیدے کی کمیٹی: اس کمیٹی کا کام باطل اور گمراہ فرقوں مثلاً قادریانی، بہائی اور مستشرقین وغیرہ کی طرف سے اٹھائے گئے علمی اشکالات اور فتوؤں کا توڑ کرنا ہے تاکہ اسلام کے صحیح عقیدے کی حفاظت کی جاسکے۔

اسلامی انسائیکلو پیڈیا کی کمیٹی: یہ کمیٹی ایک ایسا اسلامی انسائیکلو پیڈیا تیار کرنے میں مصروف ہے، جو اس قدر جامع ہو کہ محققین کو دیگر انسائیکلو پیڈیا یا ز سے بے نیاز کر دے۔³⁷

مجمع کی فتویٰ کمیٹی کے فتویٰ جاری کرنے کا علمی منہج و طریق کار:

جامعہ آذہر کے تاریخی اور علمی پس منظر کی وجہ سے ساری دنیا سے مسلمان اپنے دینی مسائل میں رہنمائی کے لیے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب سائلین کی تعداد حد سے بڑھ گئی اور شیخ آذہر کے لیے ہر سوال کا جواب دینا مشکل ہو گیا تو انہوں نے سائل کے مسلک کے اعتبار سے اس کے سوالات مسائل اربعہ کے جلیل القدر علماء کو بھیجے شروع کر دیے لیکن اس صورت میں اس مسلک کے مطابق توجہ درست ہوتا تھا لیکن خدا شیخ تھا کہ ایک ہی ادارے سے ایک ہی مسئلے میں متفرق آراء کے جاری ہونے سے امت مسلمہ کی وحدت ممتاز ہو سکتی ہے۔ چنانچہ شیخ مصطفیٰ المراغی کے زمانے میں ایک فتویٰ کمیٹی بنائی گئی۔ یہ فتویٰ کمیٹی مذاہب اربعہ کے نمائندہ علماء پر مشتمل ہوتی تھی۔ ڈاکٹر تاج الدین آذہری لکھتے ہیں:

”الشیخ مصطفیٰ المراغی نے ۱۹۳۵ء میں الشیخ حسین کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا ذکر لجنتہ کبار العلماء کے ضمن میں آچکا ہے۔ چاروں مسائل کے جلیل القدر علماء کو اس میں نمائندگی دیتے ہوئے انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ کسی خاص مسلک کی قید کے بغیر، راجح دلیل، آسانی، عرف عام اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اس طرح فتویٰ دیں کہ اس میں امت کی بہتری ہو۔ الشیخ حسین کے بعد اس کی سربراہی الشیخ عبد اللطیف خمام کو دی گئی۔ ان کے بعد الشیخ ماون الشناوی سربراہ ہوئے اور یوں ایک کے بعد دوسرا کوئی نہ کوئی جلیل القدر اور ممتاز آذہری عالم ہی اس کا سربراہ بنتا رہا، لیکن کمیٹی کے فتویٰ دینے کا طریقہ کار وہی رہا جو الشیخ المراغی نے

³⁷ *Ijtima‘ i Ijtihād: Taṣawwur, Irṭiqā’ awr Amlī ūratain*, 327-328.

طے کر دیا تھا، اور کمیٹی اب تک اس پر قائم ہے۔³⁸

اس کمیٹی کی طرح شیوخ الازہر کا بھی مستقل طور پر فتویٰ کا بھی منجح رہا ہے، جس کی وجہ سے بعض اوقات ان حضرات کو تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر تاج الدین ازہری اپنا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”الازہر میں اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران اس طریق کارکائیں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔ اس وقت کے شیخ الازہر جاد الحق علی جاد الحق سے ایک سائل نے پوچھا کہ آپ کبھی ایک مسلک کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں اور کبھی دوسرے کے مطابق۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ”تمہارا کام اپنی مشکل کو سوال کی صورت میں پیش کرنا ہے۔ اب اس کا شرعی حل فراہم کرنا ہمارا کام ہے۔ ہم جس مسلک کی رائے کو حالات اور دلائل کے اعتبار سے بہتر سمجھتے ہیں، اسی کے مطابق فتویٰ دے دیتے ہیں۔ ہمارے سامنے ہمیشہ اسلام اور ملک و قوم کا مفاد ہوتا ہے۔ فرد کے مسلک کا نہیں۔“³⁹ حنفی المسلک ہونے کے باوجود شیخ الازہر دوسری فقہ کے مطابق بھی فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر شیخ الازہر مصطفیٰ المراغی کے بارے میں ڈاکٹر تاج الدین ازہری لکھتے ہیں:

”انہوں نے حنفی المسلک ہونے کے باوجود کئی مرتبہ حنفی آراء کے خلاف فتویٰ دیا، مثلاً انہوں نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا اور اس کے مطابق شرعی عدالت سے فیصلہ سنایا۔ اسی طرح انہوں نے اس عورت کا دعویٰ سننے سے انکار کر دیا جو بچے کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کرے، جب کہ میاں بیوی کے درمیان ایک سال سے زیادہ عرصے سے ملاپ ہی نہ ہوا ہو، خواہ یہ خاوند کے غائب ہونے کی وجہ سے ہو، یا طلاق کی وجہ سے۔ اس بارے میں انہوں نے فقہ حنفی کے ان تمام اقوال کو چھوڑ دیا جن میں حمل کی زیادہ مدت تین یا چار سال بتائی گئی ہے۔“⁴⁰

ازہری علماء کے فتویٰ کا منبع و طریق کارکسی خاص فقہی مذاہب کی پابندیوں میں محصور نہیں ہے بلکہ یہ حضرات تمام فقہی مذاہب سے بغیر کسی گروہی منافرت و تعصب کے استفادہ کرتے ہیں۔ مجمع الباحث کا فتویٰ دینے کا بھی طریق کار اور منجح وہی ہے جو فتویٰ کمیٹی کے عنوان کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ مجمع کی پہلی کانفرنس جو مارچ ۱۹۶۳ء بہ طابق شوال ۱۳۸۳ھ میں منعقد ہوئی، اس اجلاس میں مجمع کا علمی منجح تین درجات میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلا درجہ تو یہ ہے کہ مجمع ممکن حد تک اپنے فتاویٰ میں سابقہ جمیع فقہی مذاہب سے استفادہ کرے گی اور اس میں کسی خاص فقہ کی پابند نہیں ہو گی۔ اگر سابقہ جمیع فقہی مذاہب کے اقوال میں موجودہ مسائل کی کماحتہ رہنمائی نہ ہو تو پھر سابقہ فقہی مذاہب کے اصولوں کو

³⁸ Ibid., 324-325.

³⁹ *Ijtima‘ i Ijtihād: Taṣawwur, Irtiqa‘ awr Amlī šūratain*, 325.

⁴⁰ Ibid., 326.

مد نظر کھتے ہوئے اجتہاد کرے گی اور اگر سابقہ فقہی مذاہب کے اصولوں سے بھی اس مسئلے میں مناسب رہنمائی اخذ کرنا ممکن نہ ہو تو مجمع مطلق اجتماعی اجتہاد کرے گی۔ ڈاکٹر شعبان اس قرارداد کے الفاظ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”یہ اجلاس یہ قرارداد پاس کرتا ہے کہ احکام شرعیہ کے بنیادی مصادر صرف دو ہی ہیں: یعنی قرآن کریم اور سنت نبویہ۔ اور اجتہاد ان دونوں مصادر سے شرعی احکام مستنبط کرنے کا طریق کار ہے اور یہ اجتہاد ہر وہ شخص کر سکتا ہے جس میں اجتہاد کی شرائط پائی جاتی ہوں اور یہ اجتہاد اس کے اصل محل میں ہو گا۔ مصالح اور نئے حوادث کی رونمائی کا لاحاظہ کرتے ہوئے مختلف فقہی مذاہب کے ان احکام کو اختیار کیا جائے گا جو ان تقاضوں کو پورا کرتے ہوں اور اگر ان فقہی مذاہب کے احکام ان تقاضوں کو پورا نہ کرتے ہوں تو پھر اجتماعی مذہبی اجتہاد ہو گا اور اگر اجتماعی مذہبی اجتہاد سے بھی مطلوب مقاصد پورے نہ ہوتے ہوں تو پھر اجتماعی مطلق اجتہاد ہو گا۔“⁴¹

مجمع کے اجتہادی منہج پر تنقید کا جائزہ:

مجمع نے کئی ایک مسائل میں اپنی علمی آراء، تحقیقات اور فتاویٰ کا اظہار کیا ہے۔ ذیل میں ہم کچھ جدید مسائل میں مجمع کی آراء کا لائز کر رہے ہیں:

- کسی بھی قسم کے قرض پر کسی بھی قسم کی منفعت سود ہے اور شرعاً حرام ہے۔
- تجارتی انشورنس حرام ہے۔
- نقدی اور اموال تجارت میں نصاب زکوٰۃ سونا ہے۔
- فیشریوں، کارخانوں، بحری جہازوں اور ہوائی جہازوں میں ان کی منفعت پر زکوٰۃ ہے نہ کہ اصل قیمت پر۔
- تعدد آزاد اجنبی مباح ہے اور اس کے لیے شوہر کو بیوی یا قاضی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔
- طلاق مباح ہے اور قاضی کی اجازت کے بغیر بھی واقع ہو جاتی ہے۔
- منصوبہ بندی کے قوانین وضع کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔
- تحدید نسل کے لیے نس بندی اور اس قسم کے وسائل کا استعمال شرعاً جائز نہیں ہے۔
- اسلامی مہینے کی ابتداء کے لیے رویت ہلال شرط ہے۔⁴²

اُزہری علماء میں سے شیخ عبداللہ صیام، شیخ احمد طاسنوسی اور شیخ عبد الوہاب خلاف نے انشورنس کو جائز قرار دیا۔ مفتی

⁴¹ Ibid., 151.

⁴² *Ijtimā'ī Ijtihād: Taṣawwur, Irtiqā'* awr Amlī ṣūratain, 156-160.

محمد عبدہ نے مجسمہ سازی کو بھی اس صورت میں جائز قرار دیا جبکہ اس میں شرک کا شانہ بنہ ہو۔ مفتی مصر شیخ حسین ملوف اور شیخ الازہر جادا الحق علی جادا الحق نے عورت کے لیے غیر محروم افراد کے سامنے اپنے چہرہ کھلا کرنے کو مباح قرار دیا جبکہ عام طور پر علم کا فتویٰ یہ نہیں ہے۔⁴³

مجمع الجموع الاسلامیہ پر بھی اس کے بعض فتاویٰ کی وجہ سے دوسرے علمی حلقوں اور تناظمیں کی طرف سے علمی تقدیم ہوتی رہتی ہے۔ مجمع نے ۲۰۰۲ء میں بینکوں کے منافع کے حلال ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔ مجمع کے ساتھ اسٹنٹ سیکریٹری جناب سید عسکر صاحب کا کہنا ہے کہ مجمع اگرچہ عالم اسلام کے کبار علماء پر مشتمل ہے لیکن مؤتمر المجمع کا اجلاس پچھلے ساتھ سال سے نہیں ہوا اور مجمع کے پلیٹ فارم سے جو بھی فتاویٰ جاری ہوتے ہیں وہ درحقیقت مجلس المجمع کے ہوتے ہیں جو صرف مصری علماء پر مشتمل ہے۔ ان کا کہنا یہ بھی کہ مجمع کے یہ فتاویٰ قانونی نہیں ہیں کیونکہ مجمع کے دستور میں یہ بات طے ہے کہ جب تک اس کے غیر ملکی اراکین میں سے ۵۰٪ ارکان حاضر نہ ہوں گے، اس وقت تک مجمع کا فتویٰ مجمع کی رائے شمارہ ہو گی۔⁴⁴

واضح رہے کہ مجمع کو اس کے اجلاسات کے اعتبار سے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: مجلس المجمع اور مؤتمر المجمع۔ دونوں کے اراکین میں فرق ہے۔ مجلس المجمع ان ارکان پر مشتمل ہوتی ہے جو جمہوریہ مصر کے رہنے والے ہوں جبکہ مؤتمر المجمع میں اس کے تمام ارکان شامل ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

”مجمع کے بنیادی ادارے یہ ہیں: ۱۔ مجلس المجمع، جو صدر، سیکریٹری جنرل اور جمہوریہ مصر سے تعلق رکھنے والے کل و قتی اور جزو قت اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ ۲۔ مؤتمر المجمع، جو مجمع کے تمام اراکین (ملکی و غیر ملکی) پر مشتمل ہوتی ہے۔“⁴⁵

مجمع المجلس کا عمومی اجلاس مہینے بھر میں ایک دفعہ لازمی ہوتا ہے۔ اور جب تک مجلس کے اکثر ارکان حاضر نہ ہوں اس وقت تک اس کا وہ اجلاس قانونی طور پر صحیح شمار نہیں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل مجمع کے اجلاسات کے بارے قانون ۱۰۳ کے آرٹیکل ۲۱ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مجمع المجلس کا عمومی اجلاس مہینے میں کم از کم ایک بار ہوتا ہے اور اس کا اجتماع اس وقت تک صحیح نہ ہو گا جب

⁴³ Ibid., 319-338.

⁴⁴ Aiman Mukawi, *Majma' Al-Buhūth Al-Islāmiyyah bain al-Ifrāt wa al-Tafrīt*, Retrieved September 04, 2009, from http://www.islamonline.net/servlet/Satellite?c=ArticleA_C&pageName=Zone-Arabic-Shariah%2FSRALayout&t

⁴⁵ *Al-Ijtihād al-Jamā'ī wa Dawr al-Majāmi' al-Fiqhiyyah fī Taṭbīqihī*, 139.

تک اس کے اکثر اکیں حاضر نہ ہوں۔“⁴⁶

اس کے بر عکس مؤتمر امتحان کا عمومی اجلاس سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے اور تقریباً چار ہفتوں تک جاری رہتا ہے۔ ڈاٹر شعبان محمد اسماعیل آرٹیکل ۲۲ کے تحت لکھتے ہیں:

”مؤتمر امتحان کا عمومی اجلاس سال میں ایک دفعہ ہوگا اور اس کا یہ اجلاس تقریباً چار ہفتوں تک جاری رہے گا تاکہ سال بھر کے کاموں کے جدول پر غور ہو سکے۔ یہ بھی جائز ہے کہ اس عمومی اجلاس کے علاوہ بھی مؤتمر، شیخ الازہر کی تجویز اور متعلقہ وزیر کی موافقت پر اپنا اجلاس سال بھر میں کسی وقت بھی بلوا لے جبکہ حالات اس کے متضاد ہوں۔ مؤتمر کے یہ دونوں قسم کے اجتماعات اس وقت صحیح متصور ہوں گے جبکہ اس کے اکثر اکیں حاضر ہوں اور یہ بھی کہ غیر ملکی ارکین کی کم از کم ایک چوتھائی تعداد موجود ہو۔“⁴⁷

مراسلاتی اور اعزازی ارکین کو بھی مجمع کے اجلسات میں شرکت کی اجازت ہوتی ہے۔ اس بارے آرٹیکل ۲۹ کو بیان کرتے ہوئے ڈاٹر شعبان محمد اسماعیل لکھتے ہیں:

”مجلس امتحان کی قرارداد اور متعلقہ وزیر کی موافقت سے مراسلاتی اور اعزازی ارکین کو بھی مجمع کے اجلسات میں دعوت دی جا سکتی ہے۔“⁴⁸

خاتمة البحث:

مجمع الباحثون الاسلاميي اجتماعي اجتہاد کے لیے ایک معتبر ادارہ ہے۔ اس کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ اس میں جمع فقہی مکتب فکر کے اہل علم کو نمائندگی دی گئی ہے۔ جدید مسائل میں اجتماعی فتوی جاری کرنے کے لیے ایسے اداروں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ البتہ مجمع کے جاری کردہ فتاوی کے بارے ایک عمومی تاثر بھی پایا جاتا ہے کہ اس کے علماء کے فتاوی میں بالعموم سہولت اور آسانی کا پہلو غالب اور راجح نظر آتا ہے۔ یہ ایک اعتبار سے اس کا ثابت پہلو ہے لیکن اس صورت میں جبکہ شریعت اسلامیہ میں سہولت اور آسانی کا پہلو واضح طور موجود ہو۔ دوسرا ثابت پہلو یہ ہے کہ جدید مسائل میں فتوی جاری کرتے ہوئے مجمع میں تمام فقهی مکتب فکر کو فقه اسلامی کے ایک درخت کی متعدد شاخیں تصور کرتے ہوئے اس تمام فقہی ذخیرے سے استفادہ کی کوشش کی جاتی ہے۔

لیکن اگر امت کے اکثر علماء ایک فتوی دے رہے ہوں اور جامعہ ازہر اس کے بالکل بر عکس کھڑا نظر آئے تو ایسی

⁴⁶ Ibid., 140.

⁴⁷ Ibid., 140.

⁴⁸ Al-Ijtihād al-Jamā'ī wa Dawr al-Majāmi‘ al-Fiqhiyyah fī Taṭbīqihī, 141.

سهولت اور آسانی سے استفادہ کرنے سے لوگ شک میں پڑ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر شیخ الأزہر مفتی محمد عبده، شیخ محمود شلتوت اور سید طنطاوی نے اپنے ادار میں بینکوں کے منافع کو حلال قرار دیا جبکہ مسلم دنیا میں عام طور پر علم کا فتوی یہ نہیں رہا ہے۔ تو مجمع البحوث الاسلامیہ کے فتاوی سے استفادہ کرنا چاہیے لیکن اس کے ساتھ اجتماعی فتوی جاری کرنے والی دوسری میسناٹ مثلاً سعودی عرب کی دائی کمیٹی، انڈیا کی اسلامی فقہ اکیڈمی اور یورپین کونسل برائے فتوی اور تحقیق وغیرہ کی آراء کو بھی دیکھ لینا چاہیے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International \(CC BY-NC-SA 4.0\)](#)